رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۲۹۸

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا سب سے پہلا و مشہور و معروف اخبار جسکو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا ایک بازو قرار دیا

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

ہفتہ وار **الحکم** قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی
بیا در بزم مستاں تا بہ بینی عالمے دیگر
بہشتے دیگر و ابلیس دیگر آدمے دیگر

اخبار

مدیر اعلیٰ:- شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ؛ مدیر مسئول:- شیخ محمود احمد عرفانی مجاہد مصری

چندہ سالانہ

قیمت فی پرچہ ۲/

جلد ۴۱ | مورخہ ۷؍ اکتوبر ۱۹۳۸ء مطابق ۱۲؍ شعبان ۱۳۵۷ھ | نمبر ۳۴

بہر میرا یہ تحفہ تحریر جو ہے منزل ہم آج شان منزل و دولت دکھا دیگا

فرمودات
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہمت بلند فرمایا:- ہمت نہیں ہارنی چاہیئے۔ ہمت اخلاق فاضلہ میں سے ہے۔ اور مومن بڑا بلند ہمت ہوتا ہے۔ ہر وقت خدا تعالیٰ کے دین کی نصرت و تائید کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔ اور کبھی بزدلی ظاہر نہ کرے۔ بزدلی منافق کا نشان ہے۔ مومن دلیر اور شجاع ہوتا ہے۔ مگر شجاعت سے یہ مراد نہیں ہے۔ کہ اس میں موقعہ شناسی نہ ہو۔ موقعہ شناسی کے بغیر جو فعل کیا جاتا ہے۔ وہ تہور ہوتا ہے۔ مومن میں شتاب کاری نہیں ہوتی۔ بلکہ وہ نہایت ہشیاری اور تحمل کے ساتھ نصرت دین کے لئے تیار رہتا ہے۔ اور بزدل نہیں ہوتا۔

انسان سے کبھی ایسا کام ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو ناراض کر دیتا ہے اور کبھی ناپسند کر دیتا ہے۔ مثلاً کسی سائل کو اگر دھکا دیا تو سختی کا موجب ہو جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو ناراض کرنے والا فعل ہوتا ہے۔ اور اُسے توفیق نہیں ملے گی۔ کہ وہ اس کو کچھ دے سکے لیکن اگر نرمی یا اخلاق سے پیش آدے گا۔ اور خواہ اُسے پیالہ پانی کا دے دے تو وہ ازالۂ قبض کا موجب ہو جائیگا ؛

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود مع التسلیم

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز آئینۂ یزداں نما تم ہو

(از جناب ماسٹر (چوہدری) محمد علی خاں اشرف بیرم پور)

کہوں کیا میں تمہیں اے مہدی دوراں کہ کیا تم ہو
حسینانِ جہاں میں خوش لقا شیریں ادا تم ہو
نظر عالم کی ہے تم پر کہ منظورِ خدا تم ہو
عزیز عاشقاں ہم درد مندوں کی دوا تم ہو
خدا کی راہ کے ہادی ہو مہدیؑ درا تم ہو
فرستادہ خدا کے صادق مصدوق بے شک ہو
تمہاری پیروی بے شک محمد کی اطاعت ہے
تمہیں ہاں روشنی ایماں کی پھیلاؤ گے دنیا میں
تمہاری راہ راہِ مستقیم اور دین سچا ہے
خدا کا فضل ہے تم پر نہایت اے میرے والی
محبت جسکو ہے تم سے خدا کا فضل ہو اُس پر
جو تم سے پھر گیا بے شبہ اس نے حق سے منہ موڑا
کدورت تم نہیں رکھتے کسی انساں سے مطلق
تمہارے سامنے لعل و زمرد کی نہیں قیمت

زمینِ عزت و عظمت جلالت کے سما تم ہو
حبیب کبریا مخلوق کے حاجت روا تم ہو
زمانہ تجھ پہ گرویدہ ہے ایسے خوش ادا تم ہو
مسیحائے زماں ہو مہدیٔ صاحب لوا تم ہو
محمد کے بروز آئینۂ یزداں نما تم ہو
جو وحیٔ حق کے مورد ملہم راہِ ھدیٰ تم ہو
کہ قرآں و حدیثوں کے ہو عامل باخدا تم ہو
کہ نورِ کبریا انوارِ احمد کے ردا تم ہو
بلا شک گمرہانِ دہر کے ہاں رہنما تم ہو
کہ ملکِ پارسائی کے شہ والا صفا تم ہو
کمربستہ خدا کی راہ میں بہرِ خدا تم ہو
خدائے پاک کی گویا مجسم ہی رضا تم ہو
ہر اک دیکھے ہے تم میں اپنی صورت آئینہ تم ہو
کہ لطف و رحمتِ یزداں کے درِ بے بہا تم ہو

تو اشرف احمدِ مرسل کا رہ سو جان سے بردہ
غلام اس کے ہو گے تم تو شاہِ دوسرا تم ہو

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام شیخ محمود احمد صاحب عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم تراب منزل قادیان سے شایع ہو

وہ نور جس سے لہور کی قسمت چمک گئی ٭ ہم اُس سے آج پھر چراغاں جلائینگے!

حیاتِ نور کا ایک ورق!

علم خشیۃ اللہ کے پیدا ہونے کا ایک آلہ ہے۔ چنانچہ فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء

صلوٰۃ علی النبی اوّل :- اوقات الصلوٰۃ علی النبی (۱) مسجد میں آتے اور جاتے وقت (۲) جہاں اور جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام یا تذکرہ آوے۔ (۳) ہر دُعا کے اوّل اور آخر میں۔ (۴) نمازوں میں۔ (۵) جمعرات اور جمعہ کو اکثر وقت۔

دوم :- معنی صلوٰۃ۔ صفت کرنا۔ تعظیم کرنا۔ دعا کرنا۔ رحمت کرنا۔ کامیابی۔ شاباش۔ شفاعت۔ معظم و مکرّم ہونا۔

سوم :- درود شریف پڑھتے وقت ان باتوں کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ (الف) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُن احسانات کو یاد کرو۔ کہ آپ نے ہماری بہتری کے واسطے کیا کیا تکالیف اُٹھائیں اور پھر کس طرح پر دنیا کے اغلال سے ہم کو چھڑایا (ب) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدارج کی ترقیوں اور کامیابیوں کو مدنظر رکھو

صلوٰۃ اللہ وصلوٰۃ الملٰئکۃ علی النبی یہ ایک مسلّم امر ہے کہ نیکی کے بتانے والا۔ اس شخص کے ثواب کا بھی وارث ہوتا ہے۔ جس شخص کی تعلیم کی وجہ سے وہ شخص نیکی کرتا ہے۔ الدال علی الخیر کفاعلہٖ۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسا ثواب ہر وقت ملتا ہے۔ کیونکہ کروڑوں انسان ہر وقت آپکے بتانے کی وجہ سے نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ نیکی کے کام کرتے رہتے ہیں۔ ان تمام نیک اعمال کا ثواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال میں بھی بڑھتا جاوے گا۔ جو آپ کے مدارجِ عالیہ میں ترقی کا باعث ہے۔ (ج) دعا کا مسئلہ بھی مسلّم ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے کروڑوں انسان ترقی مدارج کیلئے دعا کرتے رہتے ہیں۔ پھر کیا اُن کی دعاؤں کا کچھ نتیجہ نہیں؟ ہے اور ضرور ہے۔

آپ پر صلوٰۃ کا ثبوت از روئے کامیابی بھی آپ پر ہر وقت صلوٰۃ ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔ علاوہ بریں کوئی مذہب ایسا نہیں جس کے اصول بھی قائم رہے ہوں۔ برخلاف اس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عملی رنگ کے واسطے قرآن شریف، مکہ معظمہ، پھر ہر صدی پر مجدد موجود رہتے ہیں

قرآن شریف جیسی پاک کتاب کے ابتداء اور انتہا میں بھی اعوذ پڑھنے کا حکم ہے۔ تو باقی لوگوں کی بنائی ہوئی کتابوں کو تو بطریق اولیٰ پہلے استخارہ کرکے پڑھنا چاہیئے

کبر کا پتہ کیونکر لگتا ہے اوّل۔ لڑکیوں کے لینے یا دینے سے۔

دوم۔ بحث و مباحثہ کے وقت۔ یا اگر مخالفت میں کوئی شخص اُسے سخت یا سست کہے۔

سوم :- غیر قوموں کے تعلقات سے

قسم کی فلاسفی دنیا میں قسم تین طرح کے لوگوں کے کام آتی ہے۔ ادنیٰ یا اوسط یا اعلیٰ۔ ان تینوں ہی قسم کے آدمیوں کے کام قسم آتی ہے۔ ادنیٰ قسم کے لوگ جو دلائل سے ناواقف ہوتے ہیں۔ اُن کو قسم پر اعتبار ہوتا ہے۔ اور وہ یقین کرتے ہیں۔ کہ جھوٹی قسم کھانے والا ذلیل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ اُن میں ایک ضرب المثل ہے :- ان الایمان تضع الارض بلقع۔ اب عوام نے مذاق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی سچائی ثابت ہوتی ہے۔ کہ اسقدر قسمیں آپ نے کھائیں۔ مگر ذلیل نہیں ہوئے۔ بلکہ آپ نے کامیابی اور ترقی حاصل کی۔

دوم۔ اوسط درجہ کے واسطے بھی قسمیں مفید ہیں۔ بازار اور کچہریوں میں قسم بطور شاہد سمجھی جاتی ہے۔ اور

سوم۔ اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے واسطے بھی قسم مفید ہوتی ہے۔ اعلیٰ درجہ کے لوگوں میں ملاسفروں کو بھی سمجھتے ہیں۔ ان پر بھی قسم کے ذریعہ اتمام حجت کی گئی ہے۔ کیونکہ قرآن شریف میں جس چیز کی قسم کھائی ہے۔ اس کو بطور شاہد ٹھہرایا ہے۔ اور اس کے حقائق اور خواص کی طرف توجہ دلائی ہے۔

دعا کی قبولیت کے دو قسم ہوتے ہیں۔ ایک قبولیت بطور اجتباء ہوتی ہے۔ دوسری بطور ابتلاء۔ اسواسطے ضروری ہے کہ دُعا مانگنے سے پہلے بڑا بڑا استغفار کر لیا جائے۔ ایسا نہ ہو۔ کہ دُعا کی قبولیت ابتلائی رنگ میں ہو جائے۔

انسان کو تین زبانیں سیکھنی لازم ہیں۔ اوّل دین کی زبان۔ ملک کے شرفاء کی زبان۔ اور حاکم وقت کی زبان۔

ایمان کیوں پیدا ہوتا ہے قرآن شریف سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ جب انسان کی فطرت میں سعادت اور ایک مناسبت نہ ہو۔ ایمان پیدا نہیں ہوتا۔ خدا تعالےٰ کے مامور اور مرسل اگرچہ کھلے کھلے نشان لے کر آتے ہیں۔ مگر اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ ان نشانوں میں ابتلاء اور خفا کے پہلو بھی ضرور ہوتے ہیں۔ سعید جو باریک بین اور دُوربین نگاہ رکھتے ہیں۔ اپنی سعادت اور مناسب فطرت سے ان امور کو جو دوسروں کی نگاہ میں مخفی ہوتے ہیں دیکھ لیتے ہیں لیکن جو سطحی خیال کے لوگ ہوتے ہیں۔ اور جنکی فطرت کو سعادت اور رشد سے کوئی مناسبت اور حصہ نہیں ہوتا وہ انکار کرتے ہیں اور تکذیب پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ جس کا بُرا نتیجہ اُن کو برداشت کرنا پڑتا ہے۔

دیکھو مکّہ معظمہ میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا۔ تو ابوجہل بھی مکّہ ہی میں تھا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مکّہ ہی کے تھے۔ لیکن ابوبکر رضؓ کی فطرت کو سچائی کے قبول کرنے کے ساتھ کچھ ایسی مناسبت تھی۔ کہ ابھی آپ شہر میں بھی داخل نہ ہوئے تھے۔ راستہ ہی میں جب ایک شخص سے پوچھا۔ کہ کوئی نئی خبر سناؤ۔ اور اُس نے کہا۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ تو اُسی جگہ ایمان لے آئے۔ اور کوئی معجزہ اور نشان نہیں مانگا۔ اگرچہ بعد میں بے انتہا معجزات آپ نے دیکھے اور خود ایک آیت ٹھہرے۔ لیکن ابوجہل نے باوجودیکہ ہزاروں ہزار نشان دیکھے۔ لاکن وہ مخالفت اور انکار سے باز نہ آیا۔ اور تکذیب ہی کرتا رہا۔ اس میں کیا سِر تھا۔ پیدائش دونوں کی ایک ہی جگہ کی تھی۔ ایک صدیق ٹھہرا اور دوسرا ابوالحکم کہلاتا تھا۔ وہ ابوجہل بنتا ہے۔ اس میں رُز تھا۔ کہ اس کی فطرت کو سچائی کے ساتھ کوئی مناسبت ہی نہ تھی۔ غرض ایمانی امور مناسبت ہی پر منحصر ہیں۔ جب مناسبت ہوتی ہے۔ تو وہ خود معلم بن جاتی ہے۔ اور امور حقّہ کی تعلیم دیتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اہل مناسبت کا وجود بھی ایک نشان ہوتا ہے۔

مَیں بصیرت اور یقین کے ساتھ کہتا ہوں۔ اور مَیں وہ قوت اپنی آنکھوں دیکھتا اور مشاہدہ کرتا ہوں۔ مگر افسوس میں ان دنیا کے فرزندوں کو کیونکر دکھا سکوں۔ کہ وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتے اور سنتے ہوئے نہیں سنتے۔ کہ وہ وقت ضرور آئیگا۔ کہ خدا تعالےٰ سب کی آنکھ کھول دے گا۔ اور میری سچائی روز روشن کی طرح دنیا پر کھل جائیگی۔ لیکن وہ وقت وہ ہوگا۔ کہ توبہ کا دروازہ بند ہو جائیگا۔ اور پھر کوئی ایمان سود مند نہ ہو سکیگا۔ میرے پاس وہی آتا ہے جس کی فطرت میں حق سے محبت اور اہل حق کی عظمت ہوتی ہے جس کی فطرت سلیم ہے۔ وہ دُور سے اس خوشبو کو جو سچائی کی میرے ساتھ ہے سونگھتا ہے۔ اور اسی کشش کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ اپنے ماموروں کو عطا کرتا ہے۔ میری طرف اس طرح کھچے چلے آتے ہیں جیسے لوہا مقناطیس کی طرف آتا ہے۔ لیکن جس کی فطرت میں سلامت روی نہیں ہے۔ اور جو مردہ طبیعت کے ہیں۔ اُن کو میری باتیں سود مند نہیں معلوم ہوتی ہیں۔ وہ ابتلاء میں پڑتے ہیں۔ اور انکار پر انکار اور تکذیب پر تکذیب کرکے اپنی عاقبت کو خراب کرتے ہیں۔ اور اس بات کی ذرا بھی پرواہ نہیں کرتے کہ اُن کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ میری مخالفت کرنیوالے کیا نفع اٹھائینگے۔ کیا مجھ سے پہلے آنے والے صادقوں کی مخالفت کرنے والوں نے کوئی فائدہ کبھی اٹھایا ہے؟ اگر وہ نامراد اور خاسرہ کر اس دنیا سے اُٹھے ہیں۔ تو میرا مخالف اپنے ایسے ہی انجام سے ڈر جاوے۔ کیونکہ میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ مَیں صادق ہوں۔ میرا انکار اچھے ثمرات نہیں پیدا کریگا۔ مبارک وہی ہیں جو انکار کی لعنت سے بچتے ہیں۔ اور اپنے ایمان کی فکر کرتے ہیں حسن ظنی سے کام لیتے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ماموروں کی صحبت سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ انکا ایمان انکو ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ برومند کرتا ہے میں کہتا ہوں۔ کہ صادق کی شناخت کے لئے بہت مشکلات نہیں ہیں۔ ہر ایک آدمی اگر انصاف اور عقل کو ہاتھ سے نہ دے۔ اور خدا کا خوف مدنظر رکھ کر صادق کو پرکھے تو وہ غلطی سے بچا لیا جاتا ہے۔

وہ چشمہ جو کہ منبع آب حیات ہے ؎ اک جوئے شیر بزم میں اس کی بہا ہے

حسن و احسان میں یکتا محبوب کی سیرت کے چند ٹکڑے

(از جناب چوہدری غلام محمد صاحب)

میں کسطرح احمدی ہوا

میرے خسر چوہدری عمرالدین صاحب مرحوم ساکن قلعہ صوبہ سنگھ قادیان سے واپس آئے اور مجھے کہا۔ کہ جس نے آنا تھا۔ وہ آگیا۔ اور اپنے ساتھ ازالہ اوہام کتاب بھی لائے۔ دو تین ماہ بعد میں نے کسی جگہ سے اس کا ایک صفحہ پڑھا۔ اور متاثر ہوکر احمدی ہوگیا۔ یہ واقعہ ۱۹۰۳ء کا ہے۔ اس کے بعد میں نے ایک خواب دیکھا۔ کہ ایک بڑی سی کوٹھی ہے۔ اور اس میں بہت بڑا مجمع ہے۔ یہ کوٹھی قادیان میں تھی۔ اور وہاں ایک شخص ہے جس کی بغل میں بہت سی روٹیاں ہیں۔ اور وہ تقسیم کررہا ہے۔ قادیان جاکر میں نے اس شخص کو پہچان لیا۔ اُن کا نام جناب میر مہدی حسین ہے۔ اور اس وجہ سے مجھے اُن سے ایک خاص محبت ہوگئی۔ اور وہ ابھی تک زندہ ہیں۔ اور وہ بھی مجھے جانتے ہیں۔ جب میں قادیان گیا۔ اور روٹیوں کی تعبیر کے لئے طبیعت بے چین تھی۔ میر صاحب مذکور اُن ایام میں سلسلہ کے کتب خانہ کے انچارج تھے اور حقیقۃ الوحی، چشمۂ معرفت اور بھی چند کتابیں جنگ مقدس سرمہ چشم آریہ، تحفہ گولڑویہ، تحفہ غزنویہ، مسیح ہندوستان میں۔ غرضیکہ بہت سی کتابیں میں نے خریدیں۔ اسطرح سے میری تعبیر پوری ہوگئی۔ یہ خواب تین ماہ قبل بیعت سے ہے۔

جب ہم لاہور آئے۔ تو ایک نانبائی سے (جو کہ دہلی دروازہ کے قریب ہے) اور چونکہ ہمیں زیادہ واقفیت نہ تھی میں نے کہا۔ کہ حضورؑ کہاں تشریف رکھتے ہیں؟ اس نے حضور علیہ السلام کو بھی گالیاں دیں اور مجھے بھی سخت گالیاں سنائیں اور کہا۔ کہ حضورؑ چار روز کے بعد جیل خانہ میں ہونگے اور ہاں ٹھا کر نکلیں گے۔ اور مخالفت کے غصہ میں آکر کہا۔ کہ آپ شاہ محمد غوث تشریف رکھتے ہیں۔ جب میں اور بھائی کریم بخش صاحب (ٹھیکیدار محلہ دارالرحمت قادیان) ملنے گئے۔ تو حضرت مولوی نورالدین صاحب (رضی اللہ عنہ) اٹھ کر نہایت اخلاق سے ملے اور مولوی برہان الدین صاحب جہلمی بھی وہیں تھے اور مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی آنکھیں دکھ رہی تھیں۔ اگلے دن صبح ہمارا مصافحہ ہوا۔ اور میاں چراغ الدین صاحب مرحوم بھی آنحضور کے پاس بیٹھے تھے۔ یہ پہلی دفعہ مصافحہ آنحضور سے ہوا۔ اور جلسہ کے ایام تھے ہم اسی غرض سے لاہور آئے تھے۔ بعد دوپہر چار بجے کے قریب میں نے بیعت کی۔ کریم بخش صاحب ٹھیکیدار۔ کریم بخش زمیندار ننگونہ جو کہ اب پیغامی ہوچکا ہے نے خلیفۃ المسیح اول کی بیعت نہ کی اور خلیفۃ المسیح الثانی کی بیعت کی بعد میں پھر پیغامی ہوگیا کہنے لگا۔ کہ میاں محمود احمد صاحب کی بیعت اس لئے کرونگا کہ وہ محدث ہوگا۔ اور مجھے بذریعہ خواب دکھلایا گیا ہے۔ اور پھر بہت عرصہ کے بعد مرتد ہوگیا۔ اور سود خواری کو جائز کرتا ہے

بیعت کے وقت حضور علیہ السلام کس حالت میں تھے

حضور علیہ السلام کے راس مبارک پر سفید پگڑی تھی۔ اور سفید لباس تھا۔ اور وہاں کی چارپائی تھی۔ اور کوئی تکیہ یا بستر نہ تھا حضورؑ رونق افروز تھے۔ بیعت کے بعد حضورؑ نے دعا کی۔ اور ہم پر قدرتی ہیبت و رعب آپ کا اسقدر تھا۔ کہ سرنگوں بیٹھے رہے۔ کہ کسی بات کی جرأت نہ ہوئی۔

چوہدری اللہ دتا صاحب نمبردار مرحوم ساکن میاں والی لیوی کا برتن اٹھا کر اشتہار چسپاں کررہے تھے۔ اور انڈا بازار میں لگاتے رہے۔ مخالف آئے اور لیوی وغیرہ چھین لی۔ اور اُن کو مارا۔ بڑے بہادر تھے آپ ہنستے رہتے اور واپس آ کر ذکر کیا۔

حدیث

شروع اکتوبر ۱۹۰۴ء میں آنحضورؑ سیالکوٹ تشریف لائے اور یہاں جلسہ ہوا۔ تو حضور علیہ السلام نے میر حامد شاہ صاحب کے مکان کے دروازہ پر کھڑے ہوکر تقریر فرمائی۔ اس قدر خلقت جمع ہوئی۔ کہ گلی میں گرنے کا خطرہ تھا۔ بڑی محبت و شوق کا نظارہ تھا۔ حضورؑ نے ایک مثال دی۔ کہ جس طرح یہ سامنے کی دیوار پر دھوپ ہے۔ اس کو سورج نہیں کہا جا سکتا۔ گو سورج سے بھی الگ نہیں۔ اسی طرح میری مثال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے۔ میں وہ دھوپ ہوں۔ جو کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑی۔

۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے۔ کہ جلسہ سیالکوٹ کے بعد میں قادیان جلسہ سالانہ پر گیا۔ رات ایک مسجد میں ٹھہرے اور فاقہ رہا۔ صبح کو پیدل چل کر قادیان پہنچے۔ حضور علیہ السلام اسوقت تقریر کر رہے تھے جلسہ کے ایام تھے۔ ہم کو پھر فاقہ رہا۔ مگر حضورؑ کی تقریر نے کچھ ایسی حالت کر دی۔ کہ کھانے کا خیال بھی نہ رہا حضور علیہ السلام نے سورۃ البقرہ اور سورۃ دہر کی تفسیر فرمائی۔ اور دونو گروہوں میں مماثلت دکھلائی۔ اور فرمایا۔ کہ نفس امارہ اور لوامہ کی کشتی ہوتی ہے۔ لوامہ کبھی کبھی نیکی کرتا ہے۔ کبھی بدی کرتا ہے۔ کبھی امارہ غالب آجاتا ہے۔ کبھی لوامہ کشتی میں نیچے اوپر ہوتے رہتے ہیں۔ اور اگر اس کشتی میں لوامہ امارہ پر غالب آجائے تو پھر مطمئنہ بن جاتا ہے۔ پھر آپ نے سورۃ دہر کی آیات میں تغیر کرتے ہوئے فرمایا۔ ان الابرار یشربون من کاس کان مزاجها کافورا۔ کہ پھر ابرار کے دل میں بدی کی خواہش ہی نہیں آتی۔ ایسا شربت کافور پلایا جاتا ہے۔ (تقریر و تفسیر کو جاری رکھتے ہوئے) پھر فرمایا:۔ کہ یسقون فیها کاسا کان مزاجها زنجبیلا۔ کہ جسطرح سونٹھ کی ملونی ہوگی۔ اُن کو نیکی کرتے ہوئے لذت حاصل ہوگی۔ جسطرح سونٹھ کے شربت کا زبان پر مزا رہتا ہے۔ اسی طرح انکو لذت ملیگی اور لطف باقی رہیگا۔ تقریر ختم کرنے کے بعد جمعہ کی اذان مل گئی۔ اور اُدھر مہمانوں نے کھانا بھی کھانا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ پہلے طعام پھر کام۔ پھر مہمانوں نے کھانا کھا کر جمعہ کی نماز ادا کی۔

اگلے روز پھر آپ نے حضرت میاں بشیر احمد صاحب کے دالان میں تقریر فرمائی:۔ کہ "میری موت بالکل قریب ہے"۔ اور وحی الٰہی نے بار بار بتایا ہے۔ کہ میں اس صورت میں جماعت سے جاؤنگا۔ کہ جیسے ایک شیرخوار بچہ کی ماں فوت ہوجاتی ہے۔ جماعت کی حالت میری وفات کے بعد ایسی ہوگی۔ اور بہشتی مقبرہ اور الوصیت کے متعلق فرمایا۔ اور ۱/۱۰ حصہ کے متعلق ذکر کیا اُسی روز حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ سیالکوٹی مرحوم کی لاش امانت پہلے قبرستان سے نکال کر بہشتی مقبرہ میں دفن ہوئی۔ میں نے قبر کھودنے میں حصہ لیا۔ حضرت میر حامد شاہ صاحب نے نظم پڑھی۔ اور حضرت اقدس علیہ السلام نے جنازہ پڑھایا۔ اونچی قرأت نہیں پڑھی۔ نظم پڑھنے کے وقت حضورؑ تدفین کے بعد زمین پر بیٹھ گئے۔ پھر اگلے روز حضورؑ مسجد مبارک کے چوک میں سے گذر رہے تھے۔ ایک شخص نے نظم مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے متعلق پڑھی۔ حضورؑ نے سُنی اور فرمایا۔ یہ بھی درج کرو۔ کہ آپ کی عمر بوقت وفات ۴۷ سال تھی۔

اگست ۱۹۰۶ء کا واقعہ ہے۔ میں اور بابا حاکم دین مرحوم۔ چوہدری اللہ دتا مرحوم نمبردار خانیوال، بھائی محمد قاسم مرحوم ساکن ننگولہ۔ پیدل قادیان گرمیوں میں گئے۔ ایک دن بعد نماز ظہر حضورؑ تشریف فرما ہوئے میں نے حضورؑ سے ملاقات کی اور دو روپے نذرانہ پیش کیا۔ اور حضورؑ نے آنکھ کھول کر اور نظر اُٹھا کر مجھے دیکھا۔ اور کہا آپ کا کیا نام ہے؟ اس استفسار نے آج تک ایک سرور اور کیف کی کیفیت میرے دل پر کی۔ اور وہ نظر حلول کر گئی ہے۔ اور آجتک وہ تاثرات وجدانی کیفیت پیدا کرتے ہیں۔ جیسا کہ ؎

گنہگار دنکو اپنی اک نظر سے پاک کرڈالے ؎ خدا سے پھر ملائے جو وہ مرد با صفا تو ہے

اُسی وقت کا واقعہ ہے۔ کہ ہم حضور علیہ السلام کی صحبت میں بیٹھے تھے۔ ایک احمدی دوست آئے۔ اور پوچھا۔ کہ حضور! حقہ شراب جیسا ہے؟ حضور نے فرمایا:۔ "شراب جیسا نہیں اس سے کم" چنانچہ میں نہایت عادی تھا۔ میں آنا ڈرا۔ کہ قادیان میں حقہ چھوڑ دیا۔ پھر حضورؑ نے حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ کو طلب فرمایا حضرت مولوی صاحب پگڑی بغل میں لئے ہوئے اُسی حالت میں چلے آئے۔ یہ حضرت مولوی صاحب کی اطاعت کمال تھی۔ پھر حضرت مولوی صاحب نے نماز پڑھائی اور حضورؑ نے پیچھے نماز ادا کی۔ اور مغرب کی طرف پہلی کھڑکی سے حضور اندر تشریف لے گئے۔ اور جانے سے قبل بابا حاکم دین جو میرے ساتھ تھے۔ سوال کیا۔ کہ حضور ہندوؤں کے گھر کا کھانا کیسا ہے؟ حضور نے فرمایا۔ جائز ہے۔ (میر ناصر نواب ناناجان صاحب نے اسی وقت کہا کہ کیسے سوال کرتے ہیں۔ کہ روز دودھ مٹھائیاں اُن کی بنی ہوئی کھاتے ہیں۔ پھر سوال کرتے ہیں۔) پھر ایک روز چوہدری اللہ دتا صاحب مرحوم نے مولوی صاحب (رضی اللہ عنہ) سے ایک فتویٰ پوچھا۔ کہ میں نے حج کرلیا ہے۔ میری بیوی نے حج کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اُن کا کوئی مال ہے تو حج کریں۔ (پھر میں نے اور چوہدری صاحب نے اس فتویٰ کے لئے) آگر حضرت عرفانی کبیر صاحب سے یہ ذکر کیا۔ انہوں نے کہا۔ کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ابھی لکھ کر پوچھ لیتا ہوں۔ حضرت اقدس علیہ السلام نے رقعہ کی پشت پر لکھا۔ "مکہ کے علماء ہم کو واجب القتل سمجھتے ہیں۔ اسلئے ہم کو ... حج کرنا فرض نہیں") پھر ایک روز جمعہ کی نماز پڑھنے گئے۔ اور حضرت مولوی صاحب رضؓ خطبہ پڑھا رہے تھے۔ حضورؑ آکر بیٹھے۔ اور سر درد شروع ہوگیا حضورؑ نے انگلی گھما کر اشارہ کیا۔ کہ سر چکرا رہا ہے۔ اور چلے گئے۔ اور مولوی صاحب خطبہ فرماتے رہے۔ پھر ایک روز میں مہمان خانہ میں گیا چوہدری شاہ محمد صاحب سب انسپکٹر پولیس ریٹائرڈ وہاں تھے۔ اور انگیٹھی میں حقہ کے لئے آگ لا رہے تھے۔ حضور سامنے کی چھت پر تشریف لائے اور ٹہلنا شروع کر دیا۔ سر پر رومی ٹوپی تھی۔ شاہ محمد صاحب شرم سے اندر دوڑ گئے۔ اور میں نیچے سے حضور کو دیکھتا رہا۔ یہ واقعات ماہ اگست ۱۹۰۴ء کے ہیں۔

(غلام محمد از پوہلہ مہاراں تحصیل نارووال ضلع سیالکوٹ)

مَیں نے قادیان میں کیا پایا؟

نوشتہ الحاج حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیّر سابق مشنری لنڈن

(۴)

دین و دنیا

اِس وَرلی زندگی میں ہر انسان کا مطمحِ نظر اُس کے قلبی جذبات اور معتقدات کے مطابق ہوتا ہے۔ لوگ ہیں جو ڈھیر و ڈھیر سونے اور ہر دنیوی ترقی کے خواہاں ہیں۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں۔ جو لذّاتِ دنیا کا ترک کرنا اور اس جسم کو ہر تکلیف میں ڈالنا حصول نجات کا ذریعہ سمجھتے ہیں ان دونوں نقاطِ انتہائی کے درمیان "نکتۂ معرفت" کا مقام ہے۔ اور اللہ کے بندے اُس مقام پر پہنچانے کے لئے آتے ہیں۔ اُن کے مقربین پر دنیا کی مناسب لذّات و سامانِ راحت جائز ہوتے ہیں۔ مگر اس طرح کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہیں۔ وہ دنیا والوں کی آنکھ میں ایک وقت کھوتے ہیں۔ مگر کھو کر وہ "بنے دودھ کا کھویا" بنتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ہمیشہ سے پاک سلسلوں میں تنگ وقت پر آنے والوں اور قربانیوں میں حصّہ لینے والوں کو دین و دنیا دونو عطا کی ہیں۔ تاریخ نے ہمارے زمانہ میں بھی اپنا اعادہ کیا ہے۔ ہم نے "کھویا کم مگر پایا" بہت ہے۔ انعامات ہی میں روحانی و مادی دونو قسم کے لطف و کرم شامل ہیں۔ مجھے وہ وقت یاد ہے۔ جبکہ انٹرنس پاس کرنے کے بعد میں نے قادیان آکر درخواست کی۔ کہ دس روپے ماہوار پر مدرسہ میں ملازم رکھ لیں۔ گو یہ درخواست زمین پر نامنظور ہوئی۔ مگر آسمان نے اُسے قدر کی نظر سے دیکھا اور اسقدر دیا۔ کہ میں اللہ کے فضلوں کو یاد کر کے اور اپنی نااہلیت کو دیکھ کر شرمندہ ہوتا ہوں۔ اللہ نے دین ہمیں دیا اور دنیا بھی۔ اور گمنام کو نام، مبتلائے آلام کو راحت و آرام دیا اور ہم نے جب دلارام کے ہاتھ سے کوثر کا جام پیا تو سبھی کچھ پایا۔ دنیا بھی حیثیت سے بڑھ کر پائی۔ اور دین بھی جھولیاں بھر کر ملا۔ اِس مضمون میں مَیں اُن روحانی خزانوں کا خاص طور پر ذکر کرونگا۔ جو حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کی غلامی میں داخل ہونے کے بعد اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائے۔

دنیا کا مال

میں مدرس کا مدرس تھا۔ تنخواہ آنے سے پہلے قرضوں میں تقسیم ہو جاتی تھی۔ اکثر اوقات اریا ۱۰ر بچتا تھا۔ اس پر خدا نے رفیق زندگی ایسا بخشا۔ کہ جب یہ دَور ختم ہو کر کچھ فلاحیت ہوئی۔ تو وہ خدا سے ہمیشہ بیوپار کرتیں۔ زیور اتارا خدا کے راستہ میں دیدیا نقد ہوا۔ تو غریب محتاج کی مدد کر دی۔ میں نے بھی غربت کے ایام میں جو چیز پسند آئی۔ وہ حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کے حضور پہنچائی۔ آخر خدا نے بھی تنگی کو خوشحالی و فارغ البالی سے بدل دیا۔ اور کوئی ضرورت ایسی نہ رہی جو پوری نہ کر دی ہو۔ یوں تو اللہ کی رحمت اب تک برابر ہو رہی ہے۔ مگر ایک وقت جبکہ میں لنڈن میں تھا۔ ایک بڑی دوکان سے سودا کا آرڈر دیا۔ تو انہوں نے دریافت کیا۔ "آپ کا بینک؟" چونکہ بنک میں کوئی بڑی رقم نہ تھی۔ اس لئے مَیں خاموش ہو گیا۔ دوسرے دن حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۷۵ ہزار روپیہ تعمیر مسجد کے سلسلہ میں میرے نام بھجوایا۔ جو بینک میں میرے ہی نام اور میرے حساب میں داخل ہوا۔ اور جب دوبارہ دوکان والوں نے بینک کا سوال پوچھا۔ تو خدا تعالےٰ کے اس فضل کو یاد کر کے کہ پانچ ہزار پونڈ کی رقم میرے نام پر جمع ہے۔ میں نے اطمینان سے بینک کا نام دے دیا۔ دنیا ان باتوں کو معمولی سمجھتی ہے۔ مگر ہم ان میں خدا تعالےٰ کا خاص تصرّف پاتے ہیں۔ کبھی اپنے آپ کو دیکھتے ہیں اور کبھی اس تلطّف کو دیکھتے ہیں۔ میں سکول کا معمولی مدرس تھا۔ میرے خیال میں بھی نہ آ سکتا تھا۔ کہ لنڈن پہنچکر امراء کی طرح زندگی کے ہر آرام اور دین کے ساتھ دنیوی حیثیت بھی میسّر آئیگی۔ مجھے وہ وقت یاد تھا۔ جبکہ ۲۰ روپیہ گم ہونے پر مجھے سخت قلق ہوا تھا۔ مگر خدا وہ وقت بھی لایا۔ کہ ۲۰ پونڈ گم ہو جانے پر کوئی رنج نہیں ہوا۔ میں نے کبھی سینکڑے بھی جمع نہ دیکھے تھے۔ اب بینک کا حساب اور ہزاروں کا اعتماد تھا۔

رُوحانی خزانے

دنیا ملی اور ضرورت کے مطابق ملی۔ مگر جن خزائن نے مالا مال کیا۔ وہ اللہ تعالےٰ کے روحانی فضل ہیں۔ دل چاہتا تھا۔ کہ خدا کے دین کی منادی کروں۔ اور "ریتی چھلّا" (قادیان قدیم اور دارالعلوم کا درمیانی حصّہ) میں آکر جبکہ موجودہ آبادیوں کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ مَیں تنہا اس طرح انگریزی میں تقریر کرتا ہوں جیسے انگریزوں کو وعظ کر رہا ہوں۔ یہ دُعا سنی گئی۔ اور اللہ تعالےٰ نے مردہ کو زندہ کر کے دوبارہ اس کے جسم میں جان ڈالی اور اپنے کام کے لئے تیار کیا۔ اور آنے والے واقعات سے مطلع کیا۔ جن میں سے کچھ پورے ہو گئے۔ اور باقی اللہ کے فضل سے اپنے وقت پر انشاء اللہ تعالےٰ تائیدِ سلسلہ میں پورے ہونگے۔

صفائی قلب کی علامت

میں مدرسہ کا معمولی مدرس تھا۔ حضرت مولانا شیر علی صاحب ہیڈ ماسٹر تھے۔ ٹورنمنٹ (کھیلوں کا مقابلہ) ضلع میں ہونے والا تھا۔ میں کھیلوں کا انچارج تھا۔ اور سب سے پہلے ٹیم کو میں ہی لے گیا تھا۔ کسی امر پر حضرت مولانا سے اختلاف ہو گیا۔ میں نے اپنی جگہ اور حضرت موصوف نے اپنی جگہ رات کو تہجد میں دعا کی۔ مجھے ریشم کے لٹکے ہوئے کپڑے پر لکھا ہوا دکھایا گیا۔ "No tornament no games."
یعنی نہ ٹورنمنٹ ہوگا نہ کھیلیں۔ پھر یہ اختلاف کیسا۔ میں نے مولانا سے ذکر کر دیا۔ اِس کے بعد میں بیمار ہو گیا اور کھیل میں شامل نہ ہو سکا۔ اُدھر عین کھیل کے وقت گورداسپور میں بارش ہوئی۔ اور متواتر رہی۔ اس لئے ٹورنمنٹ بند ہو گیا۔ لڑکوں کو اتفاق سے اس سے قبل بھی کسی کھیل میں شامل ہونے یا محض پریکٹس کا موقع نہ ملا۔ خدا کا مسیحؑ ابھی اس زمین پر تھا۔ ہر بچہ جوان بوڑھا، مرد، عورت روحانی خزانوں سے حصّہ لیتا تھا۔ طلباء کو ٹورنمنٹ نہ ہونے سے مایوسی ہوئی۔ مگر اس الہام کا پورا ہونا اُن کے لئے باعثِ مسرت ہوا۔ انہوں نے نعرہائے تکبیر بلند کئے۔ اور مجھے واپس آ کر الہام کے پورا ہونے پر مبارکباد دی۔ یہ خبر حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کے حضور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب (ایدہ اللہ تعالےٰ) نے پہنچائی۔ اور سرکار نے مجھے لکھا:-
"آپ کا الہام بڑی صفائی سے پورا ہوا۔ یہ آپکی صفائی قلب کی علامت ہے۔"

"تا صحت یاد دلاتے رہیں"

میں بیمار ہوا۔ ڈاکٹروں نے کہا۔ بایاں پھیپھڑا گل گیا ہے۔ اور ۶۰ دن میں زندگی کا خاتمہ ہوگا۔ میں نے مردوں کو زندہ کرنے والے مسیحؑ کو لکھا۔
"حضور! دُعا تھی ؎

وہ دن خدا کرے کہ جائیں قادیان میں
جاں بھی ہماری نکلے تو دارالامان میں

یہ دُعا پوری ہوئی۔ مگر جی چاہتا ہے۔ کہ حضورؑ کی کامیابی میں حصّہ لوں۔ اِس لئے زور سے وہ دعا فرمادیں جو نواب صاحب (نواب محمد علی خانصاحب) کے صاحبزادہ عبدالرحیم کے لئے (مندرجہ حقیقۃ الوحی) کی تھی۔"
اِسپر ارشادِ عالی ہوا:-
"مَیں نے زور سے دُعا کی ہے۔ تا صحت یاد دِلاتے رہیں۔"
مَیں اُٹھ کر بیٹھ گیا۔ اور غالبًا خانصاحب عبدالعزیز مدرس تعلیم الاسلام سے کہا:-

"مَیں اِس بیماری سے نہیں مر سکتا۔ مسیح موعودؑ فرماتے ہیں "تا صحت یاد دلاتے رہو۔"

دُعا کے اس اطمینانِ قلب کے ساتھ حضرت مولانا صاحب نورالدین اعظم (رضی اللہ عنہ) کی دوا بھی جاری رہی۔ اور ساتھ خداوند خدا حضرت مسیح موعود (علیہ السلام) کے خدا سے خود بھی عرض کیا۔ کہ باری تعالےٰ! کوئی خاص دُعا سکھائیں۔ تو ارشاد ہؤا "رب اشرح لی صدری" پڑھو۔ اللہ نے اپنے بندے موسیٰ علیہ السلام کو یہ دعا سکھائی تھی۔ کہ وہ فرعون کے سامنے اچھی طرح بات کر سکیں۔ مگر مسیح موعودؑ کے غلام کو اِن نئے معنوں کے ساتھ سکھائی۔ کہ

"سینہ کی بیماریوں کو دُور فرمائیں۔"

میں یہ دعا پڑھتا اور ورد کرتا رہا۔ آخر شِں کشف میں دیکھا کہ سینہ پر سے ایک بلّی کودی۔ اور کودنے کی آواز سُنی اور زبان پر جاری تھا۔ "یا نار کونی بردًا" اے آگ ٹھنڈی ہو جا۔ اور بخار کی آگ بجھ گئی۔ طبیبِ جسمانی حضرت مولانا نورالدین اعظم نے نبض پر ہاتھ رکھا اور فرمایا۔ "واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض" جو چیز نفع بخش ہوتی ہے وہ زمین میں قائم رہتی ہے۔" مجھے کیا معلوم تھا۔ کہ خدا مجھ سے کام لیگا۔ اور دنیا کو نفع پہنچائیگا اُس نے دوبارہ زندگی دی۔ پہلے سے اچھی صحت بخشی۔ جو پھیپھڑا گل گیا تھا۔ اُس نے لنڈن کی سردی و برف میں اور صحرائے اعظم کے کناروں پر گرمی و سموم میں بولنے کا کام دیا۔ یہ معنے تھے "تا صحت" کے اور ؎

میرا دم معجزہ ہے انکے دم ان کی توجہ کا
میں زندہ ہوں اگرچہ قصّہ لازر ہے افسانہ

مغربی افریقہ میں

مغربی افریقہ میں تکالیف کا سامنا، دشمن سے مقابلہ تھا۔ وطن سے دوری تھی۔ جسم کی راحت کے سامان مفقود تھے۔ اس لئے آسمان زمین کے بہت قریب تھا۔ اور دعاؤں میں لذت تھی۔ ایک دفعہ خرچ کی سخت تکلیف تھی۔ قادیان سے روپیہ نہ پہنچا۔ میزبان جسے ۳ پونڈ ہفتہ وار دیتا تھا۔ اس کے بارہ پونڈ بن گئے۔ اور وہ ۳ پونڈ پیشگی چاہتا تھا۔ پندرہ پونڈ ہوں۔ تو "سفید مولوی" "الفادیبو" کی عزت رہتی تھی۔ وطن بہت دور اور غربت میں غربت تھی۔ مگر مسیح موعود کا خدا بہت نزدیک تھا۔ اس لئے بحرِ ظلمات کے کنارہ پر جا کر دعا کی۔ اور آکر اطمینان سے دوپہر کا کھانا کھایا۔ جس کے بعد معًا تار آیا۔ کہ ۱۵ پونڈ آپ کی نذر ہیں۔ میزبان منتظر تھا۔ اور مجھے گھر سے نکلنے کا نوٹس دینا چاہتا تھا۔ مگر مولا کریم نے عزت رکھی اور جو کچھ ضروری تھا وہ دیا۔ اس ملک میں مسیح پاک یاد آئے۔ بہت آئے اور میں نے کہا:۔

میرے سر میں جنوں ہو دل میں جلن میرا چین گیا میری نیند گئی
مجھے یاد جو آیا وہ سیمیں بدن میرا چین گیا میری نیند گئی
ترے لختِ جگر کی صورت ہے محمود کی موہن مورت ہے
پائی راہ بھی ہے دُور ہے دُور وطن میرا چین گیا میری نیند گئی
میرے بتیاں پکڑ کے گلے سے لگا میرے سینہ سے سینہ کو اپنے ملا
پائی میں نے ہر سینہ میں برہا اگن میرا چین گیا میری نیند گئی
ترا تیرِ خستہ جگر ہے جہاں اُسے جنگ ہے بحر و بر سے وہاں
پیجو اس کی کھبر تو رہے لاگے چرن میرا چین گیا میری نیند گئی

اِس درد بھری خواہش وصل کا جواب ۱۴ر اگست ۱۹۲۱ء کو ملا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام رویا میں آئے۔ اور مجھے گلے لگا لیا۔ اور میں نے عرض کیا ؎

سوئے لیکھ سکھی میرے جاگ پڑے سوکھے برچھ سجن کئے ان ہرے
ملا آکے گلے سے جو بانکو صنم مجھے چین پڑا مجھے نیند پڑی
میں نے صف کو عدو کی چیر دیا یک چشم بعیں تسخیر کیا
لیا مہدی کا ہاتھ میں جب سے علم مجھے چین پڑا مجھے نیند پڑی
میری دکھوں میں ساری عمر یا گئی مجھے غم کی ہمیشہ سے روزی ہٹی
ہؤا فضل اُٹھ گئے رنج و ہم مجھے چین پڑا مجھے نیند پڑی

روحانی ذاتی برکات کا یہ نمونہ ہے۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

تین مستقبل کی خبریں!

(۱) جنوبی ہند میں کشف دیکھا۔ کہ پہلے میرے سامنے ایک دیہاتی عورت آئی۔ جسکا نام کامیابی تھا۔ اس کے بعد یورپین زنیں نمودار ہوئیں، پھر ملکہ وکٹوریا۔ اُن کے بعد شاہ ایڈورڈ اور اُن کے بعد کئی ایک جارج بادشاہ صف بندی میں فوجی طریق سے آئے۔ اور اوپر کی طرف سلامی اتاری۔ اور جب میں نے اوپر دیکھا۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک ہال کے برآمدہ میں کھڑے تھے۔ اور حضورؑ کے برابر محراب کے اندر رسول اللہ صلعم تھے۔ اور دروازہ پر موٹے حروف میں "اوشیا" لکھا تھا۔ اس کے بعد ہمارا ہال بنا۔ اُس میں شاہ دکن آئے۔ اور جارج پنجم کی جگہ جارج ششم تخت نشین ہوئے۔ دکن میں ہندی کا رواج ہؤا۔

(۲) مغربی افریقہ میں سخت بیماری کے وقت رو رو کر دُعا کی۔ کہ اللہ میں اکیلا مبلغ اسلام ہوں۔ اور مر رہا ہوں۔ اس دین کا کیا بنیگا۔ تب دو کرسیاں دکھائی گئیں۔ ایک پر ایک ملکہ تھی۔ جس کے پیچھے سونے کی صلیب تھی۔ دوسری پر ایک مرد تھا۔ دونو بادشاہ و ملکہ بن گئے۔ اور مجھے بتایا گیا۔ بادشاہ اسلام اور ملکہ مسیحیت ہے۔ اسلام کو مسیحیت پر غلبہ ہو گا۔ مَیں نے پوچھا کب؟ جواب ملا

One branch. One branch Half a branch, quarter of a branch.

"ایک شاخ، ایک شاخ، آدھی شاخ، چوتھائی شاخ" اور اس کے ساتھ ہی ایسی شکل بھی دکھائی گئی۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں سمجھا نہیں۔ اس پر جواب ملا۔ کہ:۔

One year One year Half a year quarter of a year.

"ایک سال۔ ایک سال۔ آدھا سال۔ چوتھائی سال" میں نے پھر کہا۔ میں سمجھا نہیں۔ اس پر آخری مرتبہ فرمایا گیا۔

One century. one century Half a century. quarter of a century.

"ایک صدی، ایک صدی۔ آدھی صدی۔ چوتھائی صدی"۔ اس پر ہوش آئی اور ۱۰۰+۱۰۰+۵۰+۲۵ جمع کئے۔ تو ۲۷۵ بنے اور یہ ۲۲ر فروری ۱۹۲۲ء تھی۔ اور مسیح پاک فرماتے ہیں۔ کہ تین صدیوں میں اسلام کو دوسرے ادیان پر غلبہ ہو گا۔ اسوقت تقریبًا ۲۵ سال گذر چکے تھے۔

(۳) مانڈلے سے پیو برما میں گورنر صاحب کو ملنے گیا۔ واپسی پر راستہ میں کشف میں دیکھا۔ کہ بہت سے حضرت بدھ کے معتقدین مرد و عورتیں مندروں میں پوجا کر رہے ہیں۔ تب حضرت بدھ ایک عورت کی شکل میں آئے۔ اور مجھے مخاطب کر کے فرمایا:۔

My people are sure to accept your religion.

"میری امت یقینًا آپ کا مذہب قبول کرے گی۔"

ان کشوف سے واضح ہوتا ہے۔ کہ مشرق و مغرب، بادشاہ و عوام، ہند اور بیرون ہند میں مسیحی و بدھ سب کے سب انشاء اللہ تعالےٰ احمدیت میں اسلام قبول کریں گے۔ اور اللہ تعالےٰ مسیح موعود علیہ السلام کے لئے نیا آسمان اور نئی زمین بنا کر شہزادہ امن کو جلال و جمال کے تخت پر بٹھائے گا۔ آمین

اور ہم نے اُن کو پا کر سب کچھ پایا۔
فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

تصحیح!

پچھلے ہفتہ مورخہ ۲۸ ستمبر کے اخبار میں صفحہ ۶ کالم ۳ پر "صداقت خلافت" کے زیر عنوان چند روایات چوہدری اللہ بخش صاحب کی بیان کردہ شائع ہوئی ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل تصدیق غلطی سے شائع نہیں ہو سکی۔ لہٰذا وہ تصدیق درج ذیل ہے۔ قارئین نوٹ کر لیں:

"مندرجہ ذیل روایات خاکسار نے چوہدری اللہ بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر نوٹ کی ہیں۔ چوہدری صاحب موصوف کا حافظہ خدا تعالےٰ کے فضل سے قابل رشک ہے جس کا اندازہ میں نے اُن چند حالات سے کیا ہے جو انہوں نے حضرت اقدس علیہ السلام کے زمانہ کی بیان کی ہیں۔"

خاکسار
عبد القادر مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
$\frac{9}{38}$ 14

[illegible]
حصار و رہگزار و آبشار و کہساروں تک!
غرض پورب سے پچھم تک اُدھر اُتر سے دکھن تک
پیاروں، جاں نثاروں، خاکساروں، تاجداروں تک!
"تیری تبلیغ پہنچاؤں گا دنیا کے کناروں تک!"

[illegible]

احمدیت کوہستانی علاقوں میں

تحریکِ جدید کے دو خاموش مجاہد

خلافت ثانیہ حقہ کی صداقت پر آسمانی شہادت

"میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا"

یہ وہ ربانی الہام اور آسمانی وحی ہے۔ جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کا قطعی اور یقینی ثبوت ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ کاذب صادق کی طرح اللہ تعالیٰ کے حضور برومند نہیں ہوتا۔ اور اس کا نام و نشان دنیا سے مٹا دیا جاتا ہے۔ اور وہ اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوتا۔ لیکن حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام حسب منطوق آیۂ کریمہ لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ دینِ اسلام کی برتری تمام ادیانِ باطلہ پر ثابت کرکے شاد کام و بامراد دنیا سے رخصت ہوئے۔ اور آپ کے بعد آپ کے جاری کردہ سلسلہ کو آپ کے خلفاء کرام اور آپ کے ہزاروں لاکھوں اتباع نصرتِ خداوندی و تائیدِ ایزدی کے ساتھ بااحسن وجوہ چلا رہے ہیں۔ اور آپ کی تبلیغ مندرجہ صدر الہام کے مطابق دنیا کے کناروں تک پھیل رہی ہے۔ اور ربع مسکون کا کوئی قطعہ ایسا نہیں رہا۔ جہاں پر آپ کا نام نہ پہنچ چکا ہو۔ اور جہاں پر آپ کے حلقہ بگوش موجود نہ ہوں۔

پھر مندرجہ بالا الہام خلافت ثانیہ کی حقانیت اور صداقت کا بھی زبردست ثبوت اور اظہر من الشمس دلیل ہے۔ کیونکہ دنیا کے کناروں تک تبلیغ کے پہنچانے کا کام اللہ تعالیٰ اپنے اس موعود خلیفہ سے لے رہا ہے۔ جو قرآنی بشارات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں اور حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے الہامات اور مستجاب دعاؤں کے ماتحت خدا کے جری کے تخت گاہ میں مسندِ خلافت پر جلوہ فگن ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام اپنے دعویٰ نبوت، رسالت، مسیحیت و مہدویت میں صادق نہ ہوتے۔ تو کیا ممکن تھا؛ کہ آپ اپنوں اور غیروں کی بے پناہ مخالفت کے باوجود دنیا جہان کے دس لاکھ انسانوں کے کندھوں پر اپنی اطاعت کا جوا رکھدیتے! اور ہر مذہب و ملت اور ہر قوم و ملک اور ہر نسل و رنگ کے افراد کو اپنا حلقہ بگوش بنالیتے، اور ایک گمنام بستی میں بیٹھ کر دنیا جہان کی تمام سعید روحوں کو اپنی طرف کھینچ لیتے، اور اگر آپ اللہ تعالیٰ کے سچے جری اور رسول اور نبی نہ ہوتے تو کیا ممکن تھا؛ کہ آپ لقطعنا منہ الوتین کی اخذ الیم اور قد خاب من افتریٰ کے وعیدِ شدید سے بچ جاتے، پھر اگر آپ اللہ تعالیٰ کے سچے موعود مسیح اور صادق اور راستباز مہدی معہود نہ ہوتے۔ تو کیا ممکن تھا؛ کہ باوجود ظہورِ مسیح و مہدی کی ایک ایک علامت کے ظاہر ہوجانے اور قرآن کریم اور حدیث شریف کی تمام پیشگوئیوں کے پورا ہوجانے اور چودھویں صدی کے ستاون ۵۷ سال گذر جانے کے منکرین احمدیت کا کوئی مزعوم مسیح اور موہوم مہدی پیدا نہ ہوتا۔ لیکن ان تمام باتوں سے وہی لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جن کی فطرت سلیم اور جو حق و صداقت کے طالب ہیں۔ نیز اگر خلافت ثانیہ خلافت حقّہ نہ ہوتی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کا کام، سلسلہ کا بارِ عظیم آپ سے نہ اٹھ سکتا۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں۔ کہ ہندوستان اور اس سے باہر انگلستان، براعظم امریکہ کے تمام حصص۔ آسٹریا، ہنگری۔ پولینڈ۔ اٹلی۔ البانیہ۔ مارشیس۔ سماٹرا۔ جاوا۔ بورنیو۔ ملایا۔ سیلون۔ برما۔ فلسطین۔ مصر۔ براعظم افریقہ میں گولڈ کوسٹ نائیجیریا۔ نیروبی۔ زنجبار۔ و آسٹریلیا۔ چین و جاپان وغیرہ ممالک شرقیہ و غربیہ میں خدا تعالیٰ کے عظیم الشان الہام۔ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" سیدنا حضور اقدس خلیفۃ المسیح الثانی نفس عمر و مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کے مقدس ہاتھوں سے پورا ہو رہا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے جانشین اور مصلح موعود بننے کا دعویٰ آسان ہے۔ لیکن اس دعویٰ کے لوازمات اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات اور اشارات کا مصداق بننا کسی کے بس کی بات نہیں۔ براتی تو بہت ہیں۔ لیکن نوشہ ایک ہی ہے۔ جو تختگاہ رسول، و بلدہ طیبہ و قریہ مقدسہ قادیان دارالامان میں عروسِ خلافت سے ہمکنار ہے۔ ہر ایک متبصر انسان اس بات کو اچھی طرح جانچ سکتا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی تعلیم اور آپ کے الہامات وحیٔ آسمانی پر قائم رہتے ہوئے وہ کونسا وجود ہے۔ جو "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤنگا" کے مطابق تمام دنیا میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ کو کامیاب طور پر دنیا کے کناروں تک پہنچا رہا ہے؟

تحریک جدید کی مبارک و عظیم الشان تحریک

جب سے القاءِ ربانی کے ماتحت حضرت خلیفۂ برحق خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس خاص تحریک جدید کا اجراء فرمایا ہے۔ احمدیت کے شیدائی اور اسلام کے فدائی اور دین قیم کے جاں نثار خدام پروانہ وار شمع تبلیغ پر قربان ہونے کے لئے چار دانگ عالم میں پھیل گئے ہیں۔ اور ان تمام جواں سال و جواں ہمت مجاہدین نے حضرت امیر المومنین مصلح موعود ایدہ اللہ الودود کی قیادت و سیادت کے ماتحت اسلام و احمدیت کے نام کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اور "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤنگا۔" کی آسمانی بشارت دن دونی اور رات چوگنی ترقی کے ساتھ ظہور پذیر ہو رہی ہے۔ ان تمام مجاہدین تحریک جدید کے علاوہ جن کے تبلیغی کارناموں کا تذکرہ وقتاً فوقتاً سلسلہ کے آرگن الفضل میں ہوتا رہتا ہے۔ خاکسار اس جگہ ان دو مبلغ اصحاب کا ذکر خیر کرنا چاہتا ہے جن کے حالات سے ہماری جماعت کے اکثر احباب آگاہ نہیں۔ ان نوجوان مجاہدین میں سے ایک مجاہد فرمان خداوندی ومن یخرج من بیتہ مہاجراً الی اللہ ثم یدرکہ الموت۔ فقد وقع اجرہٗ علی اللہ کے مطابق تبلیغ و اشاعت احمدیت کے اثنا میں کچھ عرصہ بیمار رہ کر مشرقی ترکستان کے راستہ میں اپنے مولیٰ سے جاملا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور دوسرا مجاہد اب مشرقی ترکستان کے مشہور شہر کاشغر میں مشغولِ تبلیغ ہے۔ فوت شدہ مجاہد کا نام (منشی) عدالت خان (صاحب) تھا۔ چند سال گذرے کہ ہمارا یہ نوجوان اور پُرجوش بھائی، قادیان آکر تمام گاؤں اور متعلقین کو چھوڑ کر حلقہ بگوش احمدیت ہوا۔ اور کچھ عرصہ قادیان میں رہ کر دینی تعلیم حاصل کرتا رہا منشی عدالت خاں مرحوم کا بچپن بھی مذہبی تعلیم کے حصول میں گذرا تھا۔ اور وہ نہایت دیندار اور مخلص مسلمان تھا۔ تحریک جدید کے اجراء پر مرحوم اکیلا ہی افغانستان کی طرف تبلیغ کے لئے چلا گیا۔ کچھ عرصہ تبلیغ کرنے کے بعد وہاں کی افغان گورنمنٹ نے مرحوم کو قید کرکے جیلخانہ میں ڈال دیا اور یہ ارادہ کیا۔ کہ سابق شہدائے احمدیت کی طرح اسکو بھی سنگسار کر دیا جائے۔ لیکن حکومت کے انقلاب کی وجہ سے یہ بات قرین مصلحت معلوم نہ ہوئی۔ اور جب حکومت کو یہ معلوم ہوا۔ کہ مرحوم نے جیلخانہ میں تبلیغ کرکے کئی افراد کو احمدی بنا لیا ہے۔ تو حکومت نے اس کو جیلخانہ سے نکالا۔ اور سرحد حکومت ہند پر لاکر چھوڑ دیا۔ وہاں سے مرحوم دوبارہ ترکستانی علاقہ کی طرف تبلیغ کے لئے قادیان سے روانہ ہوا۔ اور اپنے ساتھ ایک دوسرے مجاہد مولوی محمد رفیق صاحب جو مرحوم کے ساتھ قادیان میں دینی تعلیم حاصل کر رہا تھا، لے گیا۔ جب یہ دونو مجاہد سرحد کشمیر پر پہنچے۔ تو

منشی عدالت خاں مرحوم کو پاسپورٹ کی تصدیق کیلئے روک دیا گیا۔ اور بعد میں گاؤں والوں کی مخالفت اور ابتدائی کی تصدیق نہ ہو سکنے کی وجہ سے وہ کشمیر میں ہی رہ گئے لیکن دوسرے مجاہد مولوی محمد رفیق صاحب کاشغر پہنچ کر معروف تبلیغ ہوگئے۔ منشی عدالت خاں صاحب نے وادی کشمیر میں دورہ کر کے جہادِ تبلیغ میں خوب کوشش کی۔ اور کئی لوگوں کو احمدی بنایا۔ اور کئی جگہ کی جماعتوں کی دینی تربیت کی۔ اور کشمیر کے اثنائے قیام میں ایک بار جلسہ سالانہ قادیان پر آئے۔ تو انہوں نے خاکسار سے ذکر کیا۔ کہ اب بھی ترکستان ہی جاؤنگا۔ لیکن اس ارادہ کے ماتحت جب وہ دوبارہ کشمیر پہنچے۔ تو کچھ عرصہ کے بعد بیمار رہ کر راہگیرائے عالم جاودانی ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

منشی عدالت خاں صاحب مرحوم نے اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کے پاک دین کی اشاعت کے لئے فدا کر دیا۔ اور اپنی نوجوانی اور اپنی حیات شیریں اور اپنی تمام محنتوں اور کوششوں کو اپنے مطاع و آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے قربان کر دیا ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

مولوی محمد رفیق صاحب مجاہد کی تبلیغی مساعی جمیلہ

مولوی محمد رفیق صاحب نے جو ترکستان کی زبان سے بالکل ناواقف تھے۔ سب سے پہلے اس زبان کو سیکھنے اور اس میں کامل دسترس حاصل کرنے کی پوری کوشش کی۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ کے اندر ان کو شرقی ترکستان کی زبان کے بولنے اور لکھنے کی کامل دسترس ہوگئی۔ اور اب وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں کے اکثر باشندوں سے بھی ترکی زبان کو عمدہ طریق پر لکھ اور بول لیتے ہیں۔

مولوی محمد رفیق صاحب کی تبلیغ کے نتیجہ میں سب سے پہلے احمدی ایک نوجوان تاجر حاجی مرزا جنود اللہ صاحب باشندہ کاشغر ہیں۔ جو آجکل قادیان میں تشریف فرما ہیں۔ حاجی مرزا جنود اللہ صاحب اپنے نئے نام کی طرح تبلیغ احمدیت کے لئے ایک نیک فال ہیں۔ اور امید ہے۔ کہ حاجی صاحب موصوف کے ذریعہ اللہ تعالیٰ یدخلون فی دین اللہ افواجًا کا نظارہ جلد دکھلائیگا۔ وما ذالک علی اللہ ببعید۔

حاجی صاحب کا ارادہ ہے۔ کہ وہ قادیان میں کافی عرصہ رہ کر زبان اردو سیکھیں۔ اور دینی تعلیم حاصل کریں۔ اور اس کے بعد اپنے وطن پہنچ کر تبلیغ دین میں مصروف ہو جائیں۔ حاجی صاحب نہایت مشکلات اور مصائب جھیل کر اپنے وطن سے قادیان پہنچے ہیں۔ کیونکہ شرقی ترکستان آجکل بالشویک گورنمنٹ کے زیر اثر ہے۔ اور وہاں پر مذہبی آزادی موقوف ہوگئی ہے۔ اور وہاں کی تمام مسلمان آبادی جس کی تعداد ایک کروڑ میں لاکھ ہے بالشویک گورنمنٹ کے مظالم سے سخت نالاں ہے۔ دین کی جگہ بے دینی، دہریت اور بالشوازم ترقی کر رہا ہے۔ عہد آزادی اور چین و آرام کی جگہ ظلم و استبداد کا دور دورہ ہے۔ شرقی ترکستان میں آج سے ساٹھ سال پیشتر اسلامی حکومت تھی۔ مگر مسلمانوں کی خانہ جنگی سے فائدہ اٹھا کر چینی تسلط قائم ہوگیا۔ اور اب مانچوکو کے شاہ خانہ کی وجہ سے اور اس کے بعد موجودہ جاپانی و چینی جنگ کے باعث روس کی بالشویک گورنمنٹ دن بدن وہاں پر اپنا قدم جما رہی ہے۔ اور تمام رعایا کا جان و مال اور دین و مذہب خطرہ میں ہے۔ غیر ملکی تجار کو بالشویکوں نے نکل جانے کا حکم سنا دیا ہے۔ اور ترکستان کی بیرونی تجارت کو روک دیا ہے۔ حاجی صاحب موصوف جن کے مختصر حالات قبول احمدیت ۱۸ر ستمبر کے الفضل میں شائع ہو چکے ہیں۔ بڑی مصائب جھیل کر اپنی بیوی اور ایک دن کی عمر کی بچی اور ضعیف والدہ اور چھوٹی ہمشیرہ کو چھوڑ آئے ہیں۔ ان کو بعض خطوط سے معلوم ہوا ہے۔ کہ ان کی والدہ اور ہمشیرہ بھی ایک قافلہ کے ساتھ ہندوستان کی طرف آ رہی ہیں۔

حاجی صاحب کی والدہ اور ہمشیرہ بھی احمدیت قبول کر چکی ہیں۔ تمام احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ مشرقی ترکستان کے اس پہلے احمدی خاندان کے لئے دعا فرماویں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی پناہ میں رکھے۔ اور دشمنوں کے شر سے بچائے۔ اور ان کو سرزمین ترکستان میں احمدیت کے نشو و نما کا موجب بنائے۔ اور مولوی محمد رفیق صاحب مجاہد احمدیت کے لئے بھی لگاتار دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالیٰ اُن کا حامی و ناصر ہو۔ اور اُن کی مساعی جمیلہ میں برکت ہو۔ اور وہ اپنے مقاصد تبلیغ و اشاعت میں کماحقہٗ کامیاب ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو دشمنوں کے شر سے اپنی پناہ میں رکھے۔ اور ان کو صحت و طاقت اور تندرستی اور عافیت بخشے۔ اور اُن کے وجود کو تمام ترکستان کے لئے شمعِ ہدایت بنائے۔ اور وہاں پر اپنے پاک سلسلہ کو بیش از بیش ترقی بخشے۔ آمین۔

خاکسار حکیم عبد اللطیف قادیان دارالامان ۱۸ر ستمبر ۳۸ء

وصایا

نمبر ۵۲۲۲

منکہ نواب بیگم زوجہ ڈاکٹر عبد اللہ احمدی صاحب قوم شیخ قانونگو عمر تقریباً چالیس سال تاریخ بیعت اندازاً ۱۹۲۶ء ساکن نیروبی شرقی افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری کوئی جائیداد نہیں ہاں میرے پاس زیورات طلائی چوڑیاں انگوٹھیوں اور تیلی وغیرہ کی صورت میں ہے اور اس تمام زیورات طلائی کی مالیت اسوقت اندازاً ایک ہزار شلنگ ہے۔ اس کے علاوہ نقد میرے پاس ایک ہزار شلنگ تھا۔ جو میرے خاوند نے مجھ سے بطور قرض لیا ہوا ہے اور ابھی تک اُن کی طرف سے ادا نہیں ہوا اور مہر پرانے زمانے کے دستور کے موافق -/۸/۳۲ روپے تھا۔ جو میرے خاوند کے ذمے واجب الادا ہے۔ اس کے علاوہ اور میری کوئی جائیداد نہیں۔ میں اپنی اس تمام جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی وصیت کرتی ہوں۔ کہ بوقت وفات جو بھی میری جائیداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی رقم حصہ وصیت کردہ کے طور پر داخل خزانہ انجمن مذکور کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو وہ حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ (نوٹ) بعد میں معلوم ہوا۔ کہ میرا مہر -/۸/۳۲ روپے کی بجائے دو صد روپیہ تھا۔ اسی لئے اس رقم کی وصیت کرتی ہوں

الامۃ :۔ نواب بیگم بقلم خود۔ گواہ شد :۔ عبد اللہ احمدی (خاوند موصیہ)

گواہ شد :۔ محمد اکرام خان غوری سیکرٹری وصایا نیروبی
گواہ شد :۔ شیخ مبارک احمد مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ

نمبر ۵۲۲۳

منکہ رضیہ بیگم زوجہ چوہدری نثار احمد صاحب قوم شیخ عمر ۱۹ سال پیدائشی احمدی ساکن نیروبی مشرقی افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۸-۸-۱۹ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد حسب ذیل ہے۔ حق مہر تین ہزار شلنگ جو میرے خاوند نے ابھی تک ادا نہیں کیا۔ البتہ زیور طلائی قیمتی چار صد شلنگ جو میرے خاوند کی طرف سے شادی کے موقعہ پر تحفہ دیا گیا تھا۔ اس کی قیمت بھی مہر کے اندر شامل ہے۔ اور یہ مجھے وصول ہو چکا ہے بقیہ رقم دو ہزار چھ سو شلنگ واجب الادا ہے۔ نیز میرے پاس طلائی زیور قیمتی ۵۵۰ شلنگ اور بھی ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی جائیداد نہیں ہے میں اس تمام جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اور میری وفات کے وقت اس کے علاوہ کوئی اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم صدر انجمن کے خزانہ میں داخل کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو یہ رقم حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔

الامۃ :۔ رضیہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد :۔ نثار احمد خاوند موصیہ
گواہ شد :۔ محمد اکرام خان غوری سیکرٹری وصایا نیروبی

نمبر ۵۲۲۴

منکہ غلام فاطمہ زوجہ ڈاکٹر نذیر احمد صاحب قوم اوان عمر ۲۳ سال پیدائشی احمدی ساکن میگاڈی کینیا کالونی افریقہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ زیور طلائی قیمتی -/۵۰۰ شلنگ مہر ۴۵۰ شلنگ جو میں وصول کر چکی ہوں۔ میں ہر دو زیور اور مہر کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں میری وفات کے وقت جسقدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیانات

میں کیونکر احمدی ہوا

(از قلم میاں محمد الدین صاحب آف کھاریاں ضلع گجرات حال قادیان)

پیدائش بروز جمعرات اذان صبح سے پہلے موضع حقیقہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں ہوئی۔ زبانی والد صاحب رضی حساب ۱۸۶۳ء ہوئی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سات سال کی عمر میں کھاریاں پرائمری سکول میں داخل ہوا ۵ر مارچ ۱۸۸۵ء پرائمری سکول سے پاس کیا۔ میرے والد صاحب مرحوم قرآن شریف کی تلاوت سوا یا ڈیڑھ پارہ روزانہ فرمایا کرتے تھے۔ فارسی پرانی طرز کی یعنی واحد باری (منظوم لغت فارسی کی کتاب تھی) احمد نامہ (کتاب الصرف تھی) اور کریما پڑھے ہوئے تھے۔ طب کی کتاب دستور العلاج خریدی ہوئی تھی جس کی قیمت قلمی نسخہ (جو اس وقت میرے پاس موجود ہے) بصورت غلہ جوار ۵ من پختہ بیان کی جاتی تھی۔ علاوہ تلاوت کے پابند صوم وصلوٰۃ زکوٰۃ صدقہ اور تہجد گذار متشرع تھے تحیۃ مسجد۔ حق الوالدین۔ ہدیۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نوافل ہر روز پڑھا کرتے تھے۔ شمائل نامہ منظوم پنجابی (جس میں کہ آنحضرت صلعم کا حلیہ بیان کیا ہوا ہے) ہر روز پڑھتے تھے والدہ صاحبہ مرحومہ بلکہ دادی صاحبہ مرحومہ باقاعدہ پابند صوم وصلوٰۃ تھیں۔ اس عملی تبلیغ کا اثر مجھ پر یہ ہوا۔ کہ میں نے نماز اور وضو اپنی صغر سنی میں محض نقل سرپرستان سے سیکھ لئے۔ مجھے یاد نہیں۔ کہ میں نے کب اور کس سے سیکھے۔ ۱۸۸۵ء تک میں پابند نماز رہا۔ موضع حقیقہ سے کھاریاں میں تین میل کے فاصلہ پر مدرسہ ہے۔ جب راستہ میں اکیلا چل رہا ہوتا تھا۔ تو میرے دل میں یہ سوال ہر روز گذرتا تھا۔ کہ مجھے کیا چیز چلا رہی ہے۔ اس سوال کا جواب تو مجھے کچھ نہیں سوجھتا تھا۔ مگر ہر روز خواب میں وہ واقعات مجھے دکھائے جاتے جو اس خواب دیکھنے والی رات کے بعد دن میں ظہور پذیر ہوتے تھے۔ اور جو کچھ میں رات کو دیکھتا۔ صبح کے بعد دن میں ہو بہو واقعات گذرنے لگ جاتے۔ اس راز کا سبب مجھ پر اس وقت کھلا۔ کہ جب میں نے احمدی ہو کر رسالہ شہادۃ القرآن یعنی ماموروں کی آمد کی وجہ سے انتشار روحانیت اس کے نزول کے ساتھ نازل ہوتا ہے۔ اور میری پیدائش کا سال ۱۸۷۳ء ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والد بزرگوار کرم اللہ وجہہ فی الجنۃ کی وفات ۱۸۷۲ء میں ہوئی اور اولین الہام والسماء والطارق آں محترم رحمۃ اللہ علیہ کی تعزیت کے باب میں ہوا۔ اس انتشار روحانیت کی وجہ سے وہ خوابیں مجھے آئی تھیں۔ جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا موجب ہوئیں۔

(۱) مجھے خوابیں اکثر آتی تھیں۔ کہ کوئی رات دو چار خوابوں سے خالی نہ جاتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سامنے کثرت خوابوں کا ذکر آیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ جس کو کثرت سے خوابیں آتی ہوں وہ خواب بین کے کمال پر دلیل نہیں ہوتیں خوابیں خدا تعالیٰ دکھاتا ہے۔ اس میں خواب بین کا کمال کونسا ہوا۔ انسان کا کمال تو تقویٰ شعاری ہے۔ جب خدا تعالیٰ کسی کو کثرت سے خوابیں دکھلاتا ہے۔ تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ جب کسی کا ایمان کمزور ہو۔ تو خدا تعالیٰ بہت سی خوابیں دکھلا کر اس کے ایمان کو مضبوط فرماتا ہے۔

(۲) الحمد للہ! کہ مجھ عاجز کی دستگیری اللہ تعالیٰ نے خوابوں سے فرما کر انتشار روحانیت اور نبوت اور تقدیر کا مسئلہ مجھے سکھلایا۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ

(۳) فطرۃً مجھ میں حیا کا مادہ بہت تھا۔ اس لئے میری آنکھ عورتوں کے سامنے نیم خوابیدہ رہتی تھی۔ کئی ایک قیافہ دانوں نے والد صاحب کو مشورہ دیا۔ کہ یہ لڑکا ذہین ہے۔ اور مزید براں نہایت ہی بھلامانس ہے اس کو تعلیم ضرور دلواؤ۔ چنانچہ میں کھاریاں کے مدرسہ میں داخل کرایا گیا۔ اور تیسری جماعت میں تھا۔ کہ قاعدہ بغدادی اور تین پارہ قرآن شریف (حافظ قائم الدین صاحب نے جو راولپنڈی کے ضلع کے باشندے تھے) پڑھایا۔ حافظ صاحب لوگوں کو تعویز بھی دیا کرتے تھے اور دم بھی کیا کرتے تھے۔ ان دنوں حافظ صاحب مجھ سے تعویذ لکھوا کر لوگوں کو دیا کرتے تھے۔

(۴) ۵ر مارچ ۱۸۸۵ء پرائمری سکول کھاریاں سے پاس کر کے مڈل سکول ڈنگہ میں داخل ہوا۔ تقلیدی ایمان اور والدین کے اثر کے ماتحت نمازوں کا اچھی طرح سے پابند تھا۔ جماعت اول مڈل میں شائد ایک دو ماہ نماز پڑھتا رہا۔ بعدش ماحول کے اثر سے نماز چھوڑ دی اور سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب نے (جو مسلمان عربی دان تھے) ہفتہ وار جلسہ لڑکوں کا مقرر کیا ہوا تھا۔ جس میں لڑکے جواب مضمون سنایا کرتے تھے۔ ان جلسوں سے مذہبی لیکچراروں آریہ، برہمو۔ دہریہ نے خوب فائدہ اٹھایا۔ ہر ہفتہ میں ایک دو لیکچر ان لوگوں کے ہو جاتے تھے جس جماعت میں میں پڑھتا تھا۔ اس میں ۱۸ طالب علم تھے جن سے کئی آریہ کئی برہمو اور اکثر دہریہ ہو گئے۔ مجھ پر بھی دہریت کا غلبہ تھا۔

(۵) ان ہی دنوں شیخ مہر علی صاحب ہوشیارپوری کے مقدمہ (جو محرم اور دسہرہ کے اکٹھے آنے پر ہندو مسلم فساد ہو گیا تھا) کا اخباروں میں ذکر زوروں پر تھا۔ اور ان ہی دنوں حضرت سید خصیلت شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر تھانہ ڈنگہ (جو حضرت میر حسام الدین صاحب سیالکوٹی کے داماد اور موضع مالومہی ضلع سیالکوٹ کے باشندہ تھے) میں تعینات تھے۔ تھانہ دار صاحب مذکور اور ہیڈ ماسٹر صاحب آپس میں باتیں کیا کرتے تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی متعلق شیخ مہر علی صاحب اور نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتابوں کا ذکر کرتے تھے۔ میں اُس وقت ان کی باتیں سنتا تو تھا۔ مگر سمجھ کچھ نہ آتی تھی۔

(۶) میں گوارا نہیں کرتا تھا۔ کہ مندرجہ ذیل رسوا کُن اپنے حالات قلمبند کرتا۔ مگر چونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوت قدسی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کا اظہار اصل مقصود ہے۔ اس لئے چار و ناچار بیان کرتا ہوں

(۷) میں نے جب نماز چھوڑ دی اور دہریت کے خیالات بے محابا اپنے ہم عمر لڑکوں کو سناتا پھرتا۔ تو میرے والد صاحب مرحوم کو سخت تکلیف ہوئی۔ وہ زار زار روتے اور اپنے گناہوں کا اقرار فرماتے۔ کہ میں نے لڑکے کو دین کا علم پڑھانا تھا۔ برخلاف اس کے مدرسہ میں پڑھایا اب یہ کرانی (کریسچن عیسائی) ہو گیا ہے۔ خدایا اس کو سیدھے راستے پر لا۔ اور نیک لوگوں سے دعائیں بھی کراتے۔ گویا میں اس وقت سورہ احقاف کی آیت نمبر ۱۷ کا مصداق ہو رہا تھا۔ والذی قال لوالدیہ اُف لکما اتعداننی ان اخرج وقد خلت القرون من قبلی وھما یستغیثٰن اللہ ویلک آمن ان وعد اللہ حق فیقول ما ھذا الا اساطیر الاولون۔

(۸) باایں ہمہ میں اپنی خودروی میں بڑھتا گیا حتیٰ کہ میں نے جنوری ۱۸۸۸ء میں امتحان مڈل پاس کیا اور دینیات سے دور ہی دور ہوتا گیا۔

(۹) ۱۸۸۹ء میں امتحان پٹوار پاس کیا۔ اور ۱۸۹۰ء میں حلقہ بلانی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات پنجاب پٹواری کی اسامی پر مستقل ملازم ہو گیا۔ پیمائش جدید مربعہ بندی و مثلث بندی اور مسل بندوبست وغیرہ وغیرہ کام کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔

(۱۰) اُن دنوں میں ناکتخدا تھا۔ اور خود کمانے بھی لگ گیا۔ جس نے بد عادات اور بدکرداری کا دروازہ مجھ پر کھول دیا۔ پنجابی قصہ خوانی قصہ ہیر ورانجھا۔ لیلیٰ مجنوں سوہنی مہینوال اور فارسی قصہ خوانی وقائع پنوں۔ نیز [illegible] وغیرہ کرتا تھا۔ کچھ شراب خوری میں مبتلا ہو گیا۔ جنتر، منتر سیکھے۔ سورہ مزمل اور معوذتین کی چلہ کشی برلب آب نفس امارہ کی خاطر کی۔ مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔

(باقی آئندہ)

اطلاع

تمام خریدار صاحبان جن کے ذمے بقایا ہے ان کے نام

وی۔پی کئے جا رہے ہیں

جو دوست اس وقت وی۔پی لینے کے لئے تیار نہ ہوں دفتر کو اطلاع کر دیں۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وی۔پی جاری کئے جائیں